حضرت مولانا عبدالحلیم مدظلہ مردانی
مدرس دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

ایک سوالنامہ کے جواب میں

نماز کے آداب و خاصیت

ترک صلوٰۃ کے اسباب اور نقصانات

قال اللہ تعالیٰ ان الصلوٰۃ تنھی عن الفحشاء والمنکر (الآیۃ) بیشک نماز روکتی ہے بیحیائی اور بری بات سے۔

۱۔ نماز ایک حقیقت شرعی ہے جو کہ ہر عاقل بالغ سے مرد ہو یا عورت ہر حالت میں مطلوب ہے۔ چاہیے حالت صحت ہو یا بیماری حالت حضر یا سفر، جنگ ہو یا امن سرکاری ملازم ہو یا قومی اور شخصی مزدور زراعت میں مصروف ہو یا تجارت و حرفت میں۔ غرض یہ کہ جب تک انسان کے ہوش و حواس ٹھیک ہوں۔ پنجگانہ نماز کی پابندی اس پر فرض عین ہے۔ کسی حالت میں ساقط نہیں ہو سکتی۔ البتہ ہر شخص پر اسکی حالت اور استطاعت کے موافق فرض ہے۔ اس لئے حضر اور سفر کی نماز میں فرق ہے۔ صحت اور مرض کی نماز میں فرق ہے۔ اسی طرح حالت جنگ اور امن کی نماز میں فرق ہے۔ اور اس میں شک نہیں کہ نماز کی پابندی نمازی کو بے حیائی اور برائی سے روکتی ہے۔

لیکن واضح رہے کہ نماز چند مرتبہ اٹھنے بیٹھنے کا نام نہیں۔ بلکہ یہ ایک شرعی حقیقت ہے۔ جس کے اجزاء ترکیبی ہیں جن کو ارکان و فرائض کہا جاتا ہے۔ اسی طرح شرائط صحت ہیں۔ ان دونوں کے بغیر حقیقت نماز تو درکنار صورت نماز بھی متصور نہیں ہو سکتی۔ ان ارکان اور شرائط میں سے ایک بھی چھوٹ جائے۔ تو وہ نماز نہیں از سر نو پڑھنا پڑے گا۔ اس کے علاوہ واجبات سنن اور آداب ہیں۔ واجبات کے چھوٹنے سے اعادہ یعنی دوبارہ پڑھنا واجب ہوتا ہے۔ اور سنن کے ترک سے اعادہ سنت ہے۔ مستحبات و آداب کے ترک سے اعادہ مستحب ہے۔ خلاّد بن رافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ ایک بدری صحابی ہیں۔ ایک مرتبہ مسجد میں داخل ہو کر نماز پڑھنے لگے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اسوقت مسجد میں تشریف فرما تھے۔ صحابی مذکور نماز سے فارغ ہو کر سلام

کی غرض سے حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام کا جواب دیکر فرمایا۔ ارجع فصل فانك لم تصل۔ (الحدیث) واپس جا پھر نماز پڑھ کیونکہ تم نے نماز نہیں پڑھی۔ اس طرح حضورؐ نے انہیں تین مرتبہ واپس کر کے از سرِ نو نماز پڑھنے کا حکم دیا۔ ایک بدری صحابی کی شان سے یہ مستبعد ہے کہ اس نے شروط صحت یا ارکان صلوٰۃ یا واجبات صلوٰۃ ترک کئے ہونگے۔ غالب ظن یہ ہے کہ اس نے بعض سنن میں کوتاہی کی ہوگی۔ اس پر اسکو اعادہ صلوٰۃ کا حکم ہوا۔ اس سے معلوم ہوا کہ نماز کی تکمیل بغیر سنن و مستحبات کی ادائیگی کے نہیں ہو سکتی۔

شرائط صحت، فرائض صلوٰۃ واجبات و سنن و مستحبات صلوٰۃ سے صورت صلوٰۃ کی تو تکمیل ہو سکتی ہے۔ مگر نماز کے مقبول ہونے کی شروط ہیں۔ یعنی استحضار قلب و خشوع و خضوع و انابت اظہار عبودیت اس طور کہ تکبیر تحریمہ سے لیکر سلام تک ہر ادا یعنی قرارت، تکبیر، تسبیح، تشہد، قیام قعود رکوع سجود حضور قلب سے ہو قلب غافل ولاھی سے نہ ہو۔ ظاہری اور باطنی عجز و نیاز اور اظہار بندگی کے ساتھ ہو۔ یہ حضور قلب اور ظاہری و باطنی انقیاد بمنزلہ روح صلوٰۃ کے ہیں۔ اس کے بغیر حقیقت صلوٰۃ کی تکمیل نہیں ہو سکتی۔ آیت مذکورہ بالا میں نہی عن الفحشاء والمنکر اسی حقیقت کی پابندی کے ساتھ ادائیگی پر مرتب ہے۔ روح کے بغیر صورت کامل یا ناقص پہ آثار و نتائج کا ترتب نہیں ہو سکتا۔ اسکی مثال ایسی ہے۔ جیسا کہ کوئی گھوڑے کے نقش اور تصویر (جو کاغذ یا دیوار پہ ہو) سے سواری بار برداری کی توقع رکھے جو کہ اس کے حقیقت کے احکام ہیں یا قالب بے جان سے جاندار کے آثار کا تقاضا کرے۔

اس مختصر گذارش و تمہید کے بعد ذرا غور فرماویں کہ آجکل کے مسلمانوں کی نمازیں اس معیار کے مطابق ہیں۔ وہ حقیقت صلوٰۃ جسکی ادائیگی پنجگانہ مطلوب ہے۔ خارج میں اس کا وقوع ہے۔ اگر ہو تو لامحالہ اس کے مواظبت سے ادائیگی پر یہ آثار مرتب ہوں گے۔ اور اگر نہیں تو محض ناقص صورت سے آثار و احکام کی توقع فضول ہے۔

عصر حاضر میں اکثر مسلمان نماز کے نہ تو شرائط صحت سے واقف ہیں نہ شرائط مقبولیت سے نہ ارکان اور واجبات و سنن وغیرہ سے باخبر ہیں۔ ایسی حالت ان کی نمازوں کی صورت اگر حقیقی نماز کی صورت کے ساتھ موافق ہو تو اتفاقی حادثہ ہوگا۔ ورنہ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ ایک شخص کسی شئے کے اجزاء ترکیبی اور اجزاء تکمیلی و تحسینی اور ان کی ترتیب سے واقف نہ ہو۔ پھر اس شئے کی صحیح ترکیب و ترتیب واقع کر سکے۔ الا یہ کہ اتفاقاً ایسا ہو جائے۔

آجکل کے مسلمان غیر تعلیم یافتہ تو درکنار اکثر سکولوں اور کالجوں کے تعلیم یافتہ جو اسلامی تعلیم سے بے خبر ہوں بسم اللہ اور اعوذ باللہ اور کلمہ توحید اور شہادت کے صحیح تلفظ پر قادر نہیں۔ تو اس کے صحیح معنی سے کیسے واقف ہوں۔

۲۔ دوسرا جواب یہ کہ نماز کی بے حیائی اور برائی سے روکنے کے دو معنی ہو سکتے ہیں۔

ایک یہ کہ نماز میں ———— اللہ تعالیٰ نے اس میں روکنے کی خاصیت رکھی ہے ———— جیسے بعض ادویہ میں بعض امراض کے دفع کرنے کی خاصیت رکھی گئی ہے۔ لیکن جس طرح کہ ادویہ ہر حال میں امراض کے دافع نہیں ہوسکتیں۔ بلکہ ان کی تاثیر بعض امور کے ساتھ مشروط ہے کہ خاص ترکیب ہو، خاص طریق استعمال ہو۔ خاص مقدار ہو۔ ایک مدت مخصوص تک مواظبت و مداوم ہو۔ درمیان میں خلل نہ ہو دوا کی تاثیر کے منافی اشیاء سے پرہیز ہو۔ ان شروط کے تحقق اور موانع کے رفع کے بعد ادویہ امراض کے ازالہ میں موثر ہو سکتی ہیں۔ اسی طرح نماز موثر بالخاصہ جبکہ شروط تاثیر موجود ہوں اور موانع مرتفع ہوں۔

دوسرے معنی یہ کہ نماز کی برائیوں سے روکنا بطریق تقاضا اور مطالبہ کے ہو۔ یعنی نمازی جبکہ نماز میں خضوع اور خشوع کے ساتھ اقرار الوہیت اللہ تعالیٰ کرے۔ اور اظہار خالقیت و ربوبیت اسکی کرے اور نہایت عجز و نیاز کے ساتھ اپنی بندگی اور اللہ تعالیٰ کی مالکیت اور معبودیت کا اعتراف کرے۔ تو نماز کی یہ مخصوص ہیئت اور اسکی ہر ادا اور ہر ذکر اس سے مطالبہ کرتی ہے زبان حال سے کہ اے غلامی اور بندگی کا دعوی کرنے والے اس مولی کی جسکی ربوبیت خالقیت مالکیت اور معبودیت کا ابھی اقرار کر چکے تھے۔ اسکی مخالفت سے باز رہ اور فواحش اور منکرات سے رک جا۔ اور بدعہدی نہ کر۔ اب کوئی باز آئے یا نہ آئے۔ مگر نماز کے اس اقتضاء اور مطالبہ میں کوئی فرق نہیں آتا۔ جیساکہ خود اللہ تعالیٰ روکتا اور منع فرماتا ہے۔ ان اللہ یامر بالعدل والاحسان وایتاء ذی القربیٰ وینہیٰ عن الفحشاء والمنکر۔ (الآیۃ) پس جو شخص اللہ تعالیٰ کے روکنے پر برائی سے نہیں رکتا۔ تو نماز کے روکنے پر اسکا نہ رکنا کوئی تعجب کی بات نہیں۔

۳۔ نماز سے غفلت کے اسباب مندرجہ سوال کے علاوہ حسب ذیل ہیں۔

۱۔ جب تک کہ انسان اپنے آپکو کسی عمل کے متعلق ایک حاکم اعلیٰ (جو کہ عقاب دینے پر قادر ہو) کے سامنے جوابدہ نہ سمجھے تو اس سے غفلت برتتا ہے۔

۲۔ جب تک کہ انسان کسی کام کو اپنی دنیوی یا اخروی زندگی کی کامیابی کیلئے ضروری نہ سمجھے۔ تو اس عمل کے کرنے کی پرواہ نہیں رکھتا۔

۳۔ جب تک کہ انسان کسی عمل کے روحانی یا جسمانی فوائد شخصی انفرادی یا قومی اجتماعی منافع، دنیوی یا اخروی مصالح سے ناواقف ہو۔ تو ایسے عمل کے کرنے کا سوال اس کے نزدیک عبث ہے۔ بلکہ بسا اوقات اس عمل کو کراہت کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔

۴۔ جب تک کہ انسان کسی عمل کے ترک کے برے عواقب سے بے خبر ہو۔ انفرادی اور اجتماعی نقصانات سے ناواقف ہو۔ دنیوی اور اخروی عقاب سے جاہل ہو۔ تو کوئی وجہ نہیں کہ اس کام کیطرف توجہ دے۔

۵۔ جب انسان کی روحانیت پر بہیمیت، سبعیت، شیطنت غالب ہوجائے تو انسانیت اور روحانیت مفلوج ہو کر اس کے تقاضے ناقابل اعتناء اور ناقابل فہم ہوجاتے ہیں۔ نماز اور دیگر فرائض ایمانی تقاضے ہیں۔ اور خود ایمان فطرت انسانی کا تقاضا ہے۔

۶۔ بہت سے تارکین صلوٰۃ شیطان کے بہکانے سے اس امید پر ترک صلوٰۃ کے مرتکب ہیں۔ کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم قیامت میں ان کے لئے شفاعت کرکے عقاب سے نجات پائیں گے۔ شفاعتی لاھل الکبائر۔ الحدیث۔

۷۔ اکثر عوام جو ترک صلوٰۃ اور دیگر کبائر میں مبتلا ہیں۔ نفس نے انکو اللہ تعالیٰ کی وسیع رحمت اور ناپیداکنار مغفرت کا سبز باغ دکھا کر دھوکہ دیا ہے کہ اس رحمت واسعہ اور مغفرت کاملہ کے سامنے تمہارے معصیات ہیچ ہیں۔ اور یہ رحمت و مغفرت ضرور تمام مسلمانوں کو شامل حال ہوگی۔

۸۔ کسی نے سنا ہے۔ کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ من قال لا الہ الا اللہ دخل الجنۃ۔ الحدیث۔ لہذا کلمہ پڑھنے والا ضرور داخل جنت ہوگا چاہے عمل کرے یا نہ کرے۔

۹۔ اہم سبب دین کی حقیقت سے بے خبری۔ اسلام کے فروع و اصول سے ناواقفی اسلامی تعلیمات سے بیزاری ہے عصر حاضر میں جہل یہاں تک پہنچ چکا ہے۔ کہ علوم دینیہ کے عالم کو تعلیم یافتہ نہیں کہا جاتا۔ سکولوں اور کالجوں میں پڑھنا پڑھانا تحصیل علم اور تعلیم سمجھتے ہیں۔ اور اس میں پڑھنے پڑھانے والوں کو تعلیم یافتہ کہتے ہیں۔ حالانکہ شرعی اصطلاح میں قرآن کریم احادیث رسول صلعم اور احکام دینیہ کے علوم کے علاوہ تمام فنون کو کسب، صنعت و حرفت اور فن کہا جاتا ہے۔ فن انجنیری، فن ڈاکٹری، فن طب، فن زراعت وغیرہ وہاں لغت کے اعتبار سے علم کہنا

صحیح ہے، کیونکہ لغت میں علم بمعنی دانستن یا سیکھنے کے ہیں۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم العلم ثلاثۃ آیات محکمۃ وسنۃ قائمۃ و فریضۃ عادلۃ۔ الحدیث۔ علم تین ہیں۔ علم القرآن، علم سنت ثابتہ۔ علم الفرائض یا احکام اجتہادیہ۔

۴۔ امور مذکورہ مافی السوال میں ترک صلوٰۃ کو کافی دخل ہے۔ ان کے علاوہ ترک صلوٰۃ میں بہت سی خرابیاں ہیں جن کا بالتفصیل استقصار مشکل ہے۔ مختصراً چند خرابیاں ذیل میں ذکر کی جاتی ہیں۔

۱۔ روحانی خرابیاں۔ صلوٰۃ درحقیقت ہئیات مخصوصہ میں اذکار خاصہ کا نام ہے۔ یعنی اللہ کی حمد و ثناء تلاوت قرآن، تکبیرات، تسبیحات، تشہد، درود، مناجات خضوع و خشوع کے ساتھ۔ اور روح انسانی چونکہ ملکی ہے۔ اسکی غذا یہی ذکر ہے یہی اس کے استکمال اور ترقی اور حیات کا مدار ہے۔ تارک الصلوٰۃ نے اپنی روح کو اپنی غذا سے محروم کر کے حیات جاودانی اور کمال انسانی سے بے بہرہ کر دیا۔

۲۔ روح کو جو تقرب عند اللہ فرائض و نوافل سے حاصل ہو سکتا تھا۔ اور اس پر جو عنایات اور الطاف ربانی مرتب ہو سکتے تھے ان سے محروم کر دیا۔

۳۔ حدیث میں وارد ہے۔ الصلوٰۃ نور۔ یعنی صلوٰۃ دنیا میں روح انسانی کیلئے مانند نور کے حق و صواب کیطرف راہنمائی کرتا ہے۔ سبب کشف معارف الہٰیہ ہے۔ قبر کی تاریکی کا ازالہ کر کے روح کیلئے باعث انشراح اور سرور ہے۔ ظلمت قیامت میں سامان کشف و اشراق ہے۔ تارک صلوٰۃ نے ان تمام انواع انوار سے اپنی روح کو بے نصیب کر دنیا اور برزخ اور قیامت کی تاریکیوں میں پریشان و نامراد رکھ دیا۔

۴۔ حدیث سے ثابت ہے کہ صلوات خمسہ پنجگانہ نماز گناہوں اور خطاؤں سے پاک کرنے کے لئے ایسے ہیں، جیسے نہر کا پانی ازالہ نجاسات کے لئے۔ بے نمازی نے نماز ترک کر کے گناہوں سے روحانی طہارت حاصل نہ کر سکا۔

جسمانی اور مادی نقائص

۱۔ اللہ تعالیٰ فرمایا ہے: سیماھم فی وجوھھم من اثر السجود۔
چہروں کی نورانیت جو نماز پڑھنے کا اثر ہے۔ بے نماز کو یہ نور اور اثر سجود حاصل نہیں ہوتا۔

۲۔ جسم کو نجاسات اور احداث سے پاک کرنا نمازی کیلئے استنجاء وضوء، غسل کے ذریعہ ضروری ہے۔ بے نمازی کو جبکہ نماز پڑھنے کی پروا نہیں۔ تو طہارت کا کیا خیال رکھے گا۔ لہٰذا اس کا جسم

نجاسات کے تلوّث سے محفوظ نہیں رہ سکتا۔
۳. نمازی پنجگانہ نماز کے لئے پنجوقتہ وضو کرتا ہے جس سے اس کے اعضاء ظاہرہ پر میل کچیل گرد وغبار نہیں رہتا۔ بے نمازی اس جسمانی صفائی سے بے بہرہ ہے۔
۴. کسب اور کمائی میں برکت نہیں رہتی۔ بلکہ وہ مال جو نماز کے وقت میں نماز چھوڑ کر حاصل کیا گیا ہے۔ مال خبیث ہے۔ دوسرے پاک اموال میں اس کے ملانے سے خبث پیدا کر دیتا ہے۔
۵. طبعی نشاط جسمانی چستی جو بدنی عبادت کی حرکات مختلفہ سے حاصل ہوتی ہے بے نمازی حق بندگی چھوڑ کر اس سے محظوظ نہ ہو سکا۔ ہر ذہنی پریشانی کا روحانی علاج اشتغال بالصلوٰۃ ہے جیسا کہ استعینوا بالصبر والصلوٰۃ۔ اور کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا فزعہ امر فزع الی الصلوٰۃ۔ یعنی شاق اور مشکل امور میں صبر و صلوٰۃ سے مدد لو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی امر سے پریشان ہو جاتے۔ جلدی سے نماز کیطرف متوجہ ہو جاتے۔ اس میں حکمت یہ ہے کہ نماز میں مشغول ہو کر ہر غم واندوہ سے بلکہ ماسوی اللہ سے توجہ ہٹ کر صرف معبود حقیقی ملحوظ ہوتا ہے۔ اس طرح ہر پریشان کن فکر سے ذہن فارغ ہو جاتا ہے۔ نیز مصلی اپنی نیازمندانہ مناجات ثناء و دعا، تسبیح و تکبیر، قرارت و تہلیل، عاجزانہ رکوع و سجود کے ذریعہ معبود کریم کی رحمت اپنی طرف جذب کر لیتا ہے۔ جس پر مشکل حل ہو کر پریشانی ختم ہو جاتی ہے۔ یہ دولت صرف نمازی کو حاصل ہو سکتی ہے۔ نماز کی برکت سے سب سے بڑھ کر ہلاکت نیز خرابی جو قصداً ترک نماز سے پیدا ہوتی ہے۔ وہ یہ کہ بعض ائمہ کے نزدیک اگر یہ شخص توبہ نہ کرے تو حدود اسلام سے خارج ہو کر مرتد ہوا۔ لہذا اس کی پاداش میں وہ ارتداداً قتل ہوگا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اقیموا الصلوٰۃ ولا تکونو من المشرکین۔ پابندی سے نماز ادا کرو۔ اور مشرکین میں نہ ہوا کرو۔ اس کا مطلب بظاہر یہ ہے۔ کہ نماز قصداً نہ پڑھنا مشرکین میں شامل ہونا ہے۔ نیز حدیث شریف میں وارد ہے۔ اِنّ بین العبد والکفر والشرک ترک الصلوٰۃ۔ (رواہ مسلم) بیشک بندہ اور کفر و شرک کے درمیان رابطہ ترک الصلوٰۃ ہے۔ یعنی بندہ اور کفر کے درمیان نماز مانع وحائل تھا۔ جب نماز چھوڑ دی۔ تو اب بندہ اور کفر و شرک کے درمیان کوئی حجاب نہ رہا نیز وارد ہے۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم العھد الذی بیننا وبینھم الصلوٰۃ فمن ترکھا فقد کفر۔ (مشکوٰۃ شریف) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ ہمارے اور ان کے یعنی کفار کے درمیان عہد نماز ہے۔ تو جس نے نماز چھوڑی اس نے کفر کیا۔ اسی مضمون کی بہت احادیث وارد ہیں جن کی وجہ سے

باقی ص۱۴۲ پر